باب پنجم

حسنِ معاملات و معاشرت

(الف) حقوق العباد

(اساتذۂ کرام، معاون عملہ، زوجین، اولاد، بیوہ)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- حقوق العباد کا معنی و مفہوم اور اہمیت جان سکیں۔
- قرآن و حدیث کی روشنی میں اساتذہ، معاون عملہ، زوجین، اولاد اور بیوہ کے حقوق کے بارے میں جان سکیں۔
- سیرت نبوی ﷺ، سیرت اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مذکورہ حقوق العباد کی پاس داری کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- مذکورہ حقوق کی عدم ادائیگی کے دنیوی اور اخروی نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- عملی زندگی میں انسانوں کے حقوق ادا کرنے والے بن سکیں۔
- آخرت میں حقوق العباد کی جواب دہی کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے حقوق کی عدم ادائیگی سے اجتناب کر سکیں۔

حقوق العباد سے مراد ہے بندوں کے حقوق۔ اسلام میں حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ حقوق العباد کی اہمیت اس اعتبار سے بھی بہت زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو روزِ قیامت اپنے حقوق یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی ادائی میں غفلت کو تو معاف کر دے گا، لیکن حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوں گے، جب تک وہ شخص جس کی حق تلفی ہوئی ہوگی، خود معاف نہ کر دے یا ادا نہ کر دیے جائیں۔ ذیل میں چند حقوق العباد بیان کیے جا رہے ہیں:

ا۔ اساتذۂ کرام کے حقوق

اساتذہ کرام قوم کے محسن ہیں۔ اساتذہ بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرتے ہیں۔ تمام مہذب معاشروں میں استاذ کی عزت کی جاتی ہے۔ اسلامی نظامِ زندگی میں اساتذہ کرام کا مقام بہت بلند ہے۔ استاذ کو باپ کی طرح قابلِ احترام قرار دیا گیا ہے۔

استاذ کا شرف جاننے کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوگی کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

> اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (سنن ابن ماجہ: 229)
>
> **ترجمہ:** ”بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے“

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے استاذ کے بہت سارے حقوق بیان کیے ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- استاذ کا احترام کریں۔
- دورانِ کلاس استاذ کے سامنے آپس میں بات نہ کریں۔
- اگر کوئی استاذ کی برائی کر رہا ہو تو اپنے استاذ کا دفاع کریں۔
- اپنے استاذ کے عیب چھپائیں اور اپنے استاذ کے اوصاف بیان کریں۔
- استاذ کی موجودگی میں اگر کوئی شخص سوال کرے تو استاذ سے پہلے جواب نہ دیں۔

علاوہ ازیں طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو استاذ کی خدمت کریں، استاذ اگر ڈانٹ دے یا سرزنش کرے تو اس کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔ طلبہ کو چاہیے کہ استاذ کی بات کو دھیان اور توجہ سے سنیں اور استاذ کے لیے ہمیشہ دعائے خیر کرتے رہیں۔

۲۔ معاونِ عملہ

ریاست اور ریاست میں موجود ذیلی اداروں کا نظم و نسق چلانے کے لیے مختلف افراد مختلف مناصب پر فائز ہوتے ہیں۔ ان افراد میں بعض ایسے ہوتے ہیں جنھیں کوئی بڑی اور اہم ذمہ داری تو نہیں سونپی جاتی لیکن وہ دیگر ذمہ دار افراد کی ذمہ داریوں کی ادائی میں ان کی معاونت کرتے ہیں۔ ایسے افراد کو معاونِ عملہ کہتے ہیں۔

اسلامی نظامِ زندگی میں معاونِ عملہ کو یہ ہدایات دی گئیں ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے نبھائیں اور اعلیٰ مناصب والوں کے لیے یہ لازم کیا گیا کہ وہ اپنے ماتحتوں، خادموں اور ملازموں کے ساتھ اچھا سلوک کریں، ان کی عزتِ نفس کا خیال رکھیں اور ان کا حق ادا کرتے رہیں۔ دونوں سے قیامت کے دن ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

ماتحتوں، ملازمین اور زیر دست افراد کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کرنا تعلیماتِ نبویہ کا اہم عنصر ہے۔ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس کی اس قدر تاکید فرمائی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق وصال کے وقت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ تھے: "نماز کا اہتمام کرنا اور اپنے ماتحتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔" (سنن ابی داود: 4889)

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمھارا خادم تمھارے لیے کھانا لے کر آئے تو اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاؤ، اگر ساتھ نہ بھی بٹھاؤ تو اسے اپنے کھانے میں سے ضرور دو۔ (سنن ابن ماجہ: 3289)

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خدمت گزاروں اور ماتحتوں کے ساتھ جس قدر حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی ہے اس کی مثال آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پہلے کے کسی دستور، آئین یا نظامِ زندگی میں نہیں ملتی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا:

"تمھارے یہ بھائی تمھارے خدمت گزار اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تمھاری

Web version of PECTAA textbook Not for sale

سرپرستی میں دیا ہے۔ جس کے پاس اس کا کوئی ایسا بھائی ہو تو جو خود کھائے وہ اسے کھلائے، جو خود پہنے وہ اسے پہنائے، انھیں ایسے کاموں کا پابند نہ بنائے جس کی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں۔ اگر ان پر کوئی مشکل کام ڈالو تو اس میں ان کی مدد بھی کرو۔" (صحیح مسلم: 4315)

معاون عملے اور ملازمین کے حقوق

معاون عملے اور ملازمین کے چند حقوق درج ذیل ہیں:

- اپنے ماتحتوں اور ملازمین کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔
- ضرورت مند ملازمین کی مالی خدمت کرنی چاہیے۔
- ملازمین کی دل آزاری سے ممکن حد تک پرہیز کرنا چاہیے۔
- ملازمین کی ضروریات کا خصوصی خیال رکھنا چاہیے۔
- ملازمین کو بے جا سزا دینے اور انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔
- تہواروں کے موقع پر ملازمین کے لیے خصوصی رعایت اور اضافی تنخواہ کا انتظام کرنا چاہیے۔

اسلامی نظامِ زندگی میں معاون عملہ کو یہ ہدایات دی گئیں ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے نبھائیں اور اعلیٰ مناصب والوں کے لیے یہ لازم کیا گیا کہ وہ اپنے ماتحتوں، خادموں اور ملازموں کے ساتھ اچھا سلوک کریں، ان کی عزتِ نفس کا خیال رکھیں اور ان کا حق ادا کرتے رہیں۔ دونوں سے قیامت کے دن ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

۳۔ زَوجین کے حقوق

زوجین سے مراد شوہر اور بیوی ہیں۔ میاں بیوی دونوں پر ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر پرسکون زندگی کا حصول ناممکن ہے، شریعتِ مطہرہ میں میاں بیوی کے باہمی حقوق کو بہت اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

(الف) شوہر کے حقوق

جو عورت شوہر کی فرماں برداری اور اطاعت گزاری کرے اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اور جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے احادیثِ مبارکہ میں ایسی عورت سے متعلق سخت وعیدیں آئی ہیں، رسول کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو یہ حکم کرسکتا کہ وہ کسی (غیر اللہ) کو سجدہ (یہاں سجدہ سے مراد احترام و تعظیم ہے) کرے تو میں یقیناً عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔
(سنن ابی داؤد: 2140)

رسولِ کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کی اور اپنے خاوند کی فرماں برداری کی تو (اس عورت کے لیے یہ بشارت ہے کہ) وہ جس دروازے سے چاہے جنّت میں داخل ہو جائے۔ (مسند احمد: 1661)

Web version of PECTAA textbook Not for sale

بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کو اپنے سے بالاتر سمجھے، اس کی وفادار اور فرماں بردار رہے، اس کی خیر خواہی اور رضا جوئی میں کمی نہ کرے، اپنی دنیا اور آخرت کی بھلائی اس کی خوشی سے وابستہ سمجھے۔

(ب) بیوی کے حقوق

قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں عورتوں کے حقوق بھی بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، شوہر پر عورت کے حقوق ادا کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا برتاؤ کرو پھر اگر تم اُنھیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ نے اُس میں کوئی بہت بڑی بھلائی رکھ دی ہو۔" (سُورۃ النساء:19)

رسولِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومنین میں سے کامل ترین ایمان اس شخص کا ہے جو ان میں سے بہت زیادہ خوش اخلاق ہو، اور تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہے۔ (جامع ترمذی:1162)

خاوند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کی دل جوئی کرے، اس سے محبت کا اظہار کرے، اس کی تعریف و تحسین کرے اور اس کا خوب خیال رکھے۔ بیوی کو نظر انداز کرنے یا حقیر سمجھنے سے خاندانی نظام پر انتہائی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت سمجھے، اس کی قدر اور اس سے محبت کرے، اگر اس سے غلطی ہو جائے تو چشم پوشی سے کام لے، صبر و تحمل اور دانش مندی سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے، اپنی استطاعت کی حد تک اس کی ضروریات اچھی طرح پوری کرے اور اس کی راحت رسانی کی کوشش کرے۔

۴۔ اولاد کے حقوق

اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اولاد کی وجہ سے انسان کی زندگی میں رونق آتی ہے۔ بیٹا ہو یا بیٹی، دونوں ہی دنیا کی خوشی اور چاہت کا سامان ہیں۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنّت کی عورتوں کی سردار قرار دیا۔

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد سے محبت کرنے اور ان کے درمیان عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔ (صحیح بخاری:2587)

اولاد کے حقوق میں سے چند حقوق درج ذیل ہیں:

- بچے کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھا جائے۔ اچھا نام وہ ہوتا ہے جس کا معنی یا نسبت اچھی ہو۔
- اولاد کی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام کیا جائے۔ اچھی تعلیم و تربیت وہ ہوتی ہے جس میں بچے کو روحانی اور جسمانی علم سکھایا جائے۔
- بچوں کو زندگی گزارنے کے آداب اور اچھی عادات سکھائی جائیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

- اولاد کی غلطیوں سے ہر ممکن حد تک درگزر کیا جائے البتہ جہاں سرزنش کی ضرورت ہو وہاں مناسب انداز میں سرزنش بھی کی جاسکتی ہے۔
- بے جا غصہ اور ڈانٹ ڈپٹ سے اجتناب کیا جائے۔
- اولاد کے درمیان انصاف سے کام لیا جائے۔
- اگر کوئی بچہ زیادہ توجہ کا مستحق ہے تو اسے زیادہ توجہ دی جائے۔

بیوہ کے حقوق

بیوہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا خاوند فوت ہو جائے۔ اسلام سے قبل بیوہ عورتوں کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ بیوہ کو مالِ وراثت سمجھا جاتا تھا۔ بعض مذاہب میں بیوی سے زندہ رہنے کا حق بھی چھین لیا جاتا۔ اس کو شادی کی اجازت نہ تھی۔ اسلام میں بیوہ کو دوسرے نکاح کا حق دیا گیا ہے اور اس سے حُسنِ سلوک کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

> بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے۔ (صحیح بخاری: 5353)

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے امت کی تعلیم کے لیے بیوہ عورتوں کے احترام کی جو مثالیں قائم فرمائی ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے نکاح میں آنے والی خواتین جو کہ امت کی مائیں ہیں، ان میں اکثر بیوہ تھیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے نہ صرف ان سے نکاح فرمایا بلکہ ان کے ساتھ حسنِ معاشرت کی بہترین مثالیں قائم فرمائیں۔

> حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اس بات میں کوئی عار محسوس نہیں فرماتے تھے کہ کسی بیوہ یا مسکین کے ساتھ چل کر جائیں اور ان کی ضرورت پوری کر دیں۔ (سنن نسائی: 1414)

اسلام نے بیوہ عورتوں کے لیے کئی حقوق مقرر کیے ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- حاملہ نہ ہونے کی صورت میں بیوہ کی عدت کی مدت کو دائمی سوگ کے بجائے صرف چار ماہ دس دن تک محدود کر دیا گیا ہے۔ اگر حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہوگی۔
- خاوند کی میراث میں بیوہ کا حصہ مقرر کیا گیا ہے۔
- بیوہ کا مال ہتھیانا سخت جرم قرار دیا گیا ہے۔
- بیوہ سے متعلق نحوست کے تصوّر کو ختم کیا گیا اور ہر معاملے کو انسان کی تقدیر کے ساتھ جوڑا گیا۔
- بیوہ کو شادی کرنے اور اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کا اختیار دیا گیا ہے۔
- بیوہ عورتوں کو وُرثا کے بے جا جبر سے آزاد کیا گیا ہے۔
- بیوہ کی کفالت ریاست اور معاشرے کے ذمہ دار افراد کا فریضہ قرار دیا گیا ہے۔

جب کوئی انسان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی اچھی تربیت ہوئی ہے اور وہ اچھا انسان ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم دوسروں کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے ان کو ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) وصال کے وقت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زبان پر الفاظ جاری تھے:

(الف) اپنے ماتحتوں کا خیال رکھنا (ب) ہمسایوں کے حقوق ادا کرنا

(ج) بزرگوں کی عزت کرنا (د) صدقہ وخیرات کرنا

(ii) جنتی عورتوں کی سردار ہیں:

(الف) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(iii) اولاد کا سب سے پہلا حق ہے:

(الف) عقیقہ کرنا (ب) تعلیم وتربیت (ج) شادی (د) اچھا نام رکھنا

(iv) حدیثِ مبارک میں بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کو قرار دیا گیا:

(الف) سخی (ب) محسن (ج) مجاہد (د) صابر

(v) بیوہ کی عدّت مقرر کی گئی ہے:

(الف) دو ماہ دس دن (ب) تین ماہ دس دن (ج) چار ماہ دس دن (د) ایک سال

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) آپ اپنے اساتذہ کرام کا کیسے احترام کرتے ہیں؟

(ii) خاوند کے دو حقوق تحریر کیجیے۔

(iii) بیوی کے دو حقوق تحریر کیجیے۔

(iv) اولاد کے دو حقوق تحریر کریں۔

(v) بیوہ کے دو حقوق تحریر کریں۔

(vi) معاون عملہ کے دو حقوق بیان کریں۔

سوال نمبر 3: درج ذیل پر نوٹ لکھیں۔

- اساتذہ کے حقوق
- معاون عملہ کے حقوق
- زوجین کے حقوق
- اولاد کے حقوق
- بیوہ کے حقوق

سرگرمیاں برائے طلبہ واساتذہ کرام

- سیرتِ نبوی، سیرتِ اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مذکورہ حقوق العباد کی پاس داری کی مثالیں جمع کریں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔
- قرآن وحدیث کی روشنی میں اساتذہ کے حقوق کی فہرست مرتب کروائیں اور کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں۔
- معاون عملے کے ساتھ روزمرہ زندگی میں کس طرح کا سلوک کرنا چاہیے؟ تبادلہ خیال کریں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(ب) وراثت کی اسلامی تعلیمات

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- وراثت کے معنی و مفہوم جان سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں وراثت اور وصیت کے احکام و مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں وراثت سے محروم کرنے والوں کے لیے وعید سے آگاہ ہو سکیں۔
- تقسیم وراثت اور وصیت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس حوالے سے قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل کرنے کے قابل بن سکیں۔
- خواتین اور یتیموں کی وراثت کی حساسیت کو سمجھتے ہوئے شرعی احکام پر عمل کرنے والے بن سکیں۔
- وراثت ادا کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

وراثت یا میراث کا لغوی معنی ہے کسی چیز کا ایک سے دوسرے کے پاس منتقل ہونا۔ اصطلاح میں وراثت اس مال کو کہتے ہیں جسے میت کی ملکیت سے اس کے زندہ ورثا کی طرف منتقل کیا جاتا ہے۔ میراث کی تقسیم میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والوں کے لیے جنت کی خوش خبری اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے دوزخ کے دردناک عذاب کی وعید قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے۔

قرآنِ مجید میں وراثت کا مال ہڑپ کرنے کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی نافرمانی اور کافروں کا عمل اور کردار بتایا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور تم وراثت کا مال خوب سمیٹ سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ اور تم مال سے شدید محبت کرتے ہو۔" (سورۃ الفجر: 19_20)

مال وراثت کو ورثا میں تقسیم نہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت اور حقوق العباد کی پامالی کرتا ہے۔ شریعت کے مطابق مال (ترکہ) تقسیم کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری ہے لہٰذا جو حکومت اس طرف توجہ نہیں دیتی، وہ اپنے فرائض میں کوتاہی کرتی ہے۔

جاہلیت کے دور میں عورتوں اور بچوں کو میراث سے محروم رکھا جاتا تھا، جو زیادہ طاقت ور اور بااثر ہوتا، وہ ساری میراث سمیٹ لیتا تھا اور ان سب لوگوں کا حصہ بھی کھا جاتا تھا جو اپنا حصہ حاصل کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ میراث کی تقسیم کے بارے میں دنیا کی مختلف قوموں کے نظریات، خیالات اور طور طریقے مختلف رہے ہیں۔ ان طریقوں میں سے کسی میں بھی اعتدال اور انصاف نہیں تھا۔ دیگر مذاہب میراث میں عورتوں اور بچوں کو بالکل حصہ نہیں دیتے تھے، پھر بیٹوں میں بھی انصاف و برابری نہیں تھی، کسی بیٹے کو تھوڑا تو کسی کو زیادہ حصہ دیا جاتا تھا۔

اسلام میں وراثت کے بالکل واضح اور منصفانہ احکام دیے گئے ہیں، جب تک میراث تقسیم نہیں ہوتی تو تمام وارثوں (بشرطیکہ

بالغ ہوں) سے اجازت لیے بغیر خیرات وصدقات نہ کیے جائیں۔ اگر وارث نابالغ اور کم سن ہوں تو کسی صورت میں خیرات نہیں کرنی چاہیے۔

میراث کو قرآن مجید کے احکام کے مطابق تقسیم کرنا وارثوں پر فرضِ عین ہے۔ تقسیمِ میراث سے پہلے تدفین کے اخراجات، قرض کی ادائی اور وصیت پر عمل کرنا ضروری ہے۔

علمِ میراث کو نصف علم قرار دیا گیا ہے اور قرآن مجید میں اس کی اکثر تفصیلات واضح کر دی گئی ہیں۔ قرآنِ مجید میں وراثت کی تقسیم کے جو ضابطے بتائے گئے وہ مختلف صورتوں میں مختلف ہوتے ہیں، دنیا سے رخصت ہونے والے مسلمان کی اولاد، بیوی، ماں باپ، بہن بھائیوں کے ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے وراثت کے احکام تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

وصیت اور اُس کا شرعی حکم

وصیت اس کام کو کہتے ہیں جس پر عمل کرنے کا حکم موت کے بعد ہو، یعنی اُس کام پر عمل زندگی میں نہیں بلکہ موت کے بعد ہو، مثلاً: اگر کوئی شخص انتقال کے وقت یہ کہے کہ میرے مرنے کے بعد میری جائیداد میں سے اتنا مال یا اتنی زمین، فلاں شخص، فلاں دینی ادارہ، مسافر خانہ یا یتیم خانہ کو دے دی جائے تو یہ وصیت کہلاتی ہے۔ کسی قسم کے اختلاف سے بچنے کے لیے وصیت کو دو گواہوں کی موجودگی میں تحریر کرنا چاہیے۔

وارثوں کے لیے وصیت نہیں کی جا سکتی اسی طرح ایک تہائی سے زیادہ مال کے بارے وصیت کرنا بھی درست نہیں ہے۔ ایک تہائی جائیداد میں وصیت کا نفاذ کرنا وارثوں پر واجب ہے۔ اگر وصیت ایک تہائی میراث سے زیادہ ہے تو تہائی سے زیادہ وصیت پوری کرنا لازم نہیں ہے۔

وراثت کی صحیح تقسیم کے فوائد و ثمرات

شریعتِ مطہرہ کے مطابق تقسیمِ میراث سے جو اجتماعی و انفرادی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

- تقسیمِ میراث سے دولت تقسیم ہوتی ہے جو اسلام کا ایک مقصد ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور ایسا شخص جنت کا حق دار ٹھہرتا ہے۔
- ایسے شخص کا مال حلال ہونے کی وجہ سے مالی عبادتیں قبول ہوتی ہیں۔
- وراثت کی منصفانہ تقسیم سے لڑائی جھگڑے کا خاتمہ اور باہمی منافرت میں کمی ہوتی ہے۔
- وراثت کی منصفانہ تقسیم سے خاندانی محبت اور ایثار کا جذبہ فروغ پاتا ہے۔
- وراثت کی منصفانہ تقسیم سے معاشرے میں غربت و افلاس کا خاتمہ ہوتا ہے۔

وراثت تقسیم نہ کرنے کے نقصانات

میراث کو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق تقسیم نہ کرنے والوں کو قرآن مجید میں وعید سنائی گئی ہے اور خبردار کرتے ہوئے تعلیمات ارشاد فرمائی گئی ہیں چناں چہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Web version of PECTAA textbook Not for sale

وَ لْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ

(سُوْرَةُ النِّسَآء: 9)

ترجمہ: ”اور چاہیے کہ لوگ (یتیموں کے معاملے میں) ڈریں کہ اگر وہ اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ جاتے تو وہ ان کے بارے میں (کتنے) فکر مند ہوتے۔“

اس آیتِ مقدسہ میں لوگوں کے احساس پدری کو بیان کرتے ہوئے تنبیہ کی گئی ہے کہ تمھاری اپنی بھی اولاد ہے جس طرح اس کے معاملے میں ڈرتے ہو اسی طرح دوسروں کے حقوق کا بھی خیال رکھیں۔ اسی طرح دوسروں کا مال کھانے والے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ جو دوسروں کا مال کھاتے ہیں گویا وہ دوزخ کی آگ اپنے پیٹوں میں بھر رہے ہیں

میراث کو شرعی طریقے کے مطابق تقسیم نہ کرنے کے چند نقصانات درج ذیل ہیں:

- اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔
- میراث کا مال ناحق کھانے والا گویا جہنم کی آگ اپنے پیٹ میں بھرتا ہے۔
- معاشرے میں نفرت پھیلتی ہے۔
- عدل وانصاف کی پامالی ہوتی ہے۔
- اسلامی خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور صلہ رحمی کا خاتمہ ہوتا ہے۔
- معاشرتی امن وسکون برباد ہو جاتا ہے۔ باہمی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اسلامی معاشرتی وخاندانی نظام کی بقا کے لیے وضع کیے گئے اسلامی اصولوں کی پابندی کریں اور دوسروں کو حقوق وفرائض کی ادائی کی تلقین کریں تاکہ اسلامی نظامِ حیات کے ثمرات سے مستفید ہو سکیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

مشق

سوال 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) قرآن مجید میں وراثت کو درست طریقے سے تقسیم کرنے والوں کے لیے خوش خبری ہے:

(الف) فتوحات کی (ب) جنت کی (ج) قبر کی وسعت کی (د) نور کی

(ii) وراثت تقسیم کرنے سے پہلے ضروری ہے:

(الف) میّت کا قرض ادا کرنا (ب) کھانے کی دعوت کرنا
(ج) غریبوں کو کپڑے دینا (د) رشتے داروں سے اجازت لینا

(iii) وراثت کا مال منتقل کیا جاتا ہے:

(الف) میّت کے ورثا کو (ب) میّت کے دوستوں کو
(ج) میّت کو دفن کرنے والوں کو (د) میّت کے ہمسایوں کو

(iv) میّت کی طرف سے کی گئی وصیت کا نفاذ ہوتا ہے:

(الف) ایک تہائی مال میں (ب) آدھے مال میں
(ج) دو تہائی مال میں (د) پورے مال میں

(v) کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کے مال کی تقسیم کہلاتی ہے:

(الف) وراثت (ب) عدّت (ج) وصیّت (د) قسم

سوال نمبر 2: مختصر جواب دیں۔

(i) وراثت کے معنیٰ و مفہوم تحریر کریں۔
(ii) وصیّت کے معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔
(iii) وصیّت کے دو شرعی احکام لکھیں۔
(iv) وراثت کی تقسیم کے کوئی سے دو فوائد تحریر کریں۔
(v) وراثت کی غیر منصفانہ تقسیم کیسے خاندانی نظام میں بگاڑ کا باعث بنتی ہے؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- قرآن و سنّت کی روشنی میں تقسیمِ وراثت کی اہمیّت اور احکام تحریر کیجیے۔

سرگرمیاں برائے طلبہ و اساتذہ کرام

- طلبہ وراثت کے متعلق ایک آیت مبارکہ اور ایک حدیث مبارک سبق کے علاوہ تلاش کریں۔
- دورِ حاضر کے وراثت کے مسائل کے موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔
- "اسلام کے معاشی نظام میں تقسیم وراثت کے ذریعے سے ارتکازِ دولت کا خاتمہ اور معاشی توازن" کے موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

(ج) نکاح وطلاق کی اسلامی تعلیمات

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- نکاح اور اس کے احکام و مسائل (منگنی، ایجاب وقبول، خطبہ نکاح، گواہ، حق مہر اور ولیمہ وغیرہ) کے بارے میں جان سکیں۔
- طلاق، خلع اور عدت سے متعلقہ احکام و مسائل جان سکیں۔
- روز مرہ زندگی میں شادی بیاہ میں ہونے والی غیر شرعی رسومات اور فضول خرچی کے بارے میں آگاہ ہو سکیں۔
- عملی زندگی میں نکاح کے فوائد اور طلاق کے انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- نکاح وطلاق کے متعلق شرعی احکامات جان کر کامیاب عائلی زندگی گزارنے والے بن سکیں۔
- روز مرہ زندگی میں شادی بیاہ میں ہونے والی غیر شرعی رسومات اور فضول خرچی کے نقصانات سمجھ کر ان سے اجتناب کر سکیں۔

نکاح سے مراد: مرد اور عورت کے درمیان ایک مضبوط عمرانی معاہدہ (Social Contract) ہے جس کے ذریعے مرد و عورت اپنی عائلی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ نکاح نسل انسانی کی بقا، ترقی اور معاشرتی زندگی کے استحکام کے لیے ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (سُوْرَةُ النِّسَآء: 3)

ترجمہ: اور تم ان عورتوں سے جو تمھیں پسند ہوں، نکاح کرو۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نکاح کے فوائد کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جسے بھی نکاح کرنے کے لیے مالی طاقت (حق مہر) ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیوں کہ یہ نظر کو نیچی رکھنے والا اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے اور جو کوئی غربت کی وجہ سے نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ روزے رکھے کیوں کہ روزہ اس کی خواہشاتِ نفسانی کو توڑ دے گا۔" (صحیح بخاری: 5066)

محرماتِ نکاح: محرمات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔

حرمتِ نکاح کے چار اسباب درج ذیل ہیں:

حرمتِ نسب: کسی بھی مرد کا جن عورتوں سے نسبی تعلق کی وجہ سے نکاح کرنا حرام ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ماں
- خالہ
- پھوپھی
- بہن
- بیٹی
- بھانجی
- بھتیجی

حرمتِ رضاعت: حرمتِ رضاعت سے مراد اُن عورتوں سے نکاح کا حرام ہونا ہے جن کا کسی شیر خوار نے مدتِ رضاعت میں دودھ پیا ہو۔ رضاعی رشتے بھی نسبی رشتوں کی طرح محرمات میں شامل ہیں جیسے:

- رضاعی ماں
- رضاعی خالہ
- رضاعی پھوپھی
- رضاعی بہن
- رضاعی بیٹی
- رضاعی بھانجی
- رضاعی بھتیجی

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

حرمتِ مصاہرت: وہ عورتیں جن سے سسرالی رشتے کی وجہ سے نکاح کرنا حرام ہے وہ درج ذیل ہیں:
بیوی کی ماں (ساس)، بیوی کی پہلے شوہر سے بیٹی (ربیبہ)، بیٹے کی بیوی (بہو)

جمع بین المحارم: اس کا مطلب ہے دو محرم رشتوں کا اکٹھا کرنا یعنی دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں رکھنا حرام ہے اسی طرح پھوپھی اور اس کی بھتیجی، خالہ اور اس کی بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا بھی حرام ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت سے شادی چار چیزیں دیکھ کر کی جاتی ہے: اس کا مال دیکھ کر، اس کی خاندانی وجاہت دیکھ کر، اس کی خوب صورتی دیکھ کر اور اس کا دین دیکھ کر، تو تم دین دار عورت کو پانے کی کوشش کرو۔ (سنن نسائی: 3232)

منگنی

منگنی سے مراد نکاح کا پیغام ہے۔ پیغامِ نکاح کو قرآنِ مجید نے "خِطْبَة" کا نام دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة: 235)

ترجمہ: اور تم پر کوئی گناہ نہیں اس بات میں کہ عورتوں کو اشارہ سے نکاح کا پیغام دو۔

معاشرے کو نفرت اور حسد جیسے احساسات سے بچانے اور محبت کا پیغام عام کرنے کی غرض سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد ہے:

کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام نہ بھیجے اور نہ ہی کوئی عورت اپنی بہن (سوتن) کو طلاق دینے کا مطالبہ کرے۔ (صحیح مسلم: 3442)

موجودہ دور میں شادی کے خود ساختہ معیارات مقرر کرنے کی وجہ سے لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتوں میں تاخیر ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے نوجوان نسل کا بڑھاپے اور احساسِ کمتری کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ بے حیائی و برائی میں بھی مبتلا ہونے کا خدشہ ہے۔ اسلام نے مناسب رشتہ ملنے کی صورت میں لڑکے اور لڑکی کی شادی میں دیر کرنے سے منع کیا ہے۔

گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول

مسلمان مرد اور عورت کے نکاح کے لیے ایجاب و قبول فرض کی حیثیت رکھتے ہیں، لڑکے یا لڑکی میں سے کسی ایک کو اس کے ہونے والے شریکِ حیات کی مکمل شناخت دے کر عاقل و بالغ دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح کی پیش کش کرنا "ایجاب" اور دوسرے کا منظور کرنا "قبول" کہلاتا ہے۔ ولی کی اجازت کے بغیر غیر کفو میں نکاح نہیں ہوتا۔

خطبۂ نکاح

خطبۂ نکاح میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر درود پاک پڑھنا اور وعظ و نصیحت کرنا سنت ہے۔

Web version of PECTAAtextbook Not for sale

حق مہر

مہر عورت کا حق ہے۔حق مہر کی ادائی واجب کا درجہ رکھتی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ (سُوْرَةُ النِّسَآءِ: 4)
>
> ترجمہ: اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے ادا کرو۔

حق مہر کی درج ذیل اقسام ہیں:

- **مہر معجّل:** مہر معجّل سے مراد ایسا مہر ہے جو وقت نکاح فوری ادا کر دیا جائے۔
- **مہر مؤجل:** مہر مؤجل سے مراد ایسا مہر ہے جس کی ادائی کے لیے فریقین کے مابین میعاد مقرر کی گئی ہو۔

ولیمہ

اسلام نے شادی کے موقع پر جہاں مال خرچ کرنے کی ترغیب دلائی ہے ان میں حق مہر اور ولیمہ سرِ فہرست ہیں اور یہ دونوں خرچے لڑکے اور اس کے خاندان والوں کے ذمے ہیں۔ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کی جن دعوتوں کا قبول کرنا لازم ہے ان میں سرِ فہرست ولیمہ کی دعوت ہے لیکن ایسے کھانے کی مذمت کی گئی ہے جس میں صرف امیر لوگوں کو دعوت دی جائے اور مساکین کا خیال نہ رکھا جائے۔

طلاق وخُلع

شوہر کا اپنی بیوی کو نکاح کی پابندیوں سے آزاد کرنا ''طلاق'' جب کہ میاں بیوی کا باہمی رضامندی سے مال کے عوض میں نکاح کو ختم کرنا ''خلع'' کہلاتا ہے اور اگر شوہر نہ طلاق پر آمادہ ہو اور نہ خلع پر راضی ہو تو بیوی عدالت سے رجوع کرے اور عدالت میں اپنے ذات پر ہونے والا ظلم ثابت کرے تو اس صورت میں اس کا نکاح عدالت کے ذریعے سے فسخ ہو جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ (سُوْرَةُ الْبَقَرَة: 229)
>
> ترجمہ: تو اگر تم خوف محسوس کرو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو پھر اُن دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ (عورت جو) کچھ معاوضہ دے (کر اپنے آپ کو چھڑا لے)۔

شریعت کی نظر میں طلاق اور خلع غیر پسندیدہ افعال ہیں۔ارشادِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے:

> اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (سنن ابی داؤد: 2177)

اسلام زوجین کے مابین رشتہ ازدواج کو قائم رکھنے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہے۔اس لیے بلا ضرورت طلاق و خلع جیسے ناپسندیدہ عمل سے گریز کرنا چاہیے۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

طلاق کی اقسام

طلاق کی درج ذیل اقسام ہیں

- **طلاقِ رجعی:** رجعی رجوع سے ہے، جس کے معنی واپسی کے ہیں۔ طلاقِ رجعی وہ طلاق ہے جس میں دورانِ عدت رجوع ممکن ہے۔
- **طلاقِ بائن:** بائن کے معنی جدائی کے ہیں، طلاقِ بائن وہ طلاق ہے جس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے، رجوع کے لیے تجدیدِ نکاح ضروری ہے۔ خلع اور تنسیخِ نکاح کے نتیجے میں واقع ہونے والی طلاق بھی طلاقِ بائن کہلاتی ہے۔
- **طلاقِ مُغلظہ:** مغلظہ غلیظ سے ہے جس کے معنی طلاق کی سخت ترین صورت کے ہیں۔ اس کو مغلظہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے بعد تجدیدِ نکاح بھی ممکن نہیں ہے۔

عدّت اور اس کے احکام

عدت سے مراد وہ دورانیہ ہے جو عورت کو شوہر کے فوت ہو جانے کے بعد یا اس سے خلع لینے یا طلاق واقع ہونے یا تنسیخ نکاح کے بعد خاص مدت کے لیے گزارنا ہوتا ہے۔ عدت کے احکام درج ذیل ہیں:

- عدتِ وفات چار ماہ دس دن ہے۔
- طلاق یافتہ عورت کی عدت تین حیض ہے۔
- حاملہ عورت کی عدت بچے کی پیدائش ہے۔

شادی بیاہ میں ہونے والی غیر شرعی رسومات

اسلام نے نکاح کو جتنا آسان بنایا تھا، ہمارے موجودہ معاشرتی ڈھانچے نے اسے اتنا ہی مشکل بنا ڈالا ہے، نکاح کے بابرکت معاہدے پر ہم نے ان گنت رسوم، تقریبات اور فضول اخراجات کا ایسا بوجھ لاد رکھا ہے کہ ایک غریب، بلکہ متوسط آمدنی والے شخص کے لیے بھی وہ ایک ناقابلِ عبور پہاڑ بن کر رہ گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج نکاحوں میں بے برکتی ہو رہی ہے۔ ایک حدیث میں حضور اقدس خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں مشقت کم سے کم ہو۔'' (مسند احمد: 23388)

شادی اور نکاح کے موقع پر کسی بھی جائز طریقے سے نکاح کا اعلان کرنے کی اجازت ہے، البتہ حدود سے تجاوز کرتے ہوئے لغو گانے گانا، سننا، اختلاطِ مرد و زن، بے پردگی اور لڑکے لڑکیوں کا مل کر ناچنا وغیرہ حرام ہے۔ اسی طرح مہندی کی رسم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لڑکی والوں سے جہیز کا مطالبہ کرنا یا لڑکی کو محض دکھلاوے اور نمائش کے لیے اپنی وسعت سے بڑھ کر جہیز دینا بھی ایک قابلِ اصلاح رسم ہے۔ صاحبِ استطاعت کے لیے ضروری ہے کہ دعوتِ ولیمہ کرے اور اس میں غریبوں کا خاص خیال رکھے۔ استطاعت نہ رکھنے والے کے لیے قرض لے کر ولیمہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح ولیمے میں فضول خرچی، اسراف، نمائش اور غیر ضروری تکلف بھی ممنوع ہے۔

Web version of PECTAA textbook Not for sale

نکاح کے فوائد وثمرات

نکاح کا ایک بڑا مقصد پرہیز گاری اور تقویٰ ہے۔ نکاح کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ نکاح سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ نکاح محض ایک معاہدہ نہیں بلکہ مضبوط خاندانی نظام کی بنیاد اور نسلِ انسانی کی بقا کا ضامن ہے۔ نکاح انسان میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرتا ہے۔ نکاح آرام وسکون اور معاشی خوش حالی کا ذریعہ ہے۔ نکاح سے میاں بیوی کے درمیان باہمی محبت والفت فروغ پاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے جوڑے پیدا فرمائے تاکہ تم ان کے پاس سکون پاؤ اور اُس نے تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا فرما دی۔"

(سورۃ الروم:21)

طلاق کے معاشرتی نقصانات

طلاق نہ صرف ایک خاندان پر اثر انداز ہوتی ہے بلکہ اس کے اثرات پورے معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں۔ بچوں کی شخصیت کی تعمیر میں ماں اور باپ دونوں کا الگ الگ کردار ہے۔ جس طرح ماں کے پیار کا کوئی نعم البدل نہیں اسی طرح باپ کی شفقت کا بھی کوئی متبادل نہیں۔ ماں اور باپ دونوں مل کر ہی اولاد کی اچھی تربیت کر سکتے ہیں اور اسے معاشرتی مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار کر سکتے ہیں۔ طلاق جیسے ناپسندیدہ عمل کی وجہ سے نا صرف بچوں کی تربیت متاثر ہوتی ہے بلکہ ان کی نفسیات پر بھی گہرا اثر پڑتا ہے۔ لہٰذا طلاق پر عمل درآمد کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ انسان ان تمام نتائج پر غور وفکر کرے۔

مشق

سوال نمبر 1: درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نسلِ انسانی کی بقا اور معاشرتی زندگی کے استحکام کے لیے ضروری ہے:

(الف) نکاح (ب) خلع (ج) وصیت (د) وراثت

(ii) نکاح کے فرائض میں شامل ہے:

(الف) حق مہر (ب) ایجاب وقبول (ج) منگنی (د) ولیمہ

(iii) نکاح کے موقع پر فوری طور پر ادا ہونے والا مہر کہلاتا ہے:

(الف) مہر معجّل (ب) مہر مؤجل (ج) مہر منجم (د) مہر مثل

(iv) طلاق کی وہ قسم جس میں عدت کے دوران رجوع ممکن ہو، کہلاتی ہے:

(الف) طلاقِ مغلظہ (ب) طلاقِ بائن (ج) طلاقِ رجعی (د) طلاقِ بدعت

Web version of PECTAA textbook
Not for sale

(v) نکاح کے فوائد میں سے ہے:

(الف) رزق میں برکت (ب) مال کا پاک ہونا (ج) نفرتوں کا خاتمہ (د) میانہ روی کا فروغ

سوال نمبر 2: مختصر جواب تحریر کریں۔

(i) نکاح کی اہمیت مختصراً تحریر کریں۔

(ii) خلع کا مفہوم تحریر کریں۔

(iii) عدت کی اقسام تحریر کریں۔

(iv) طلاق بائن کی تعریف کریں۔

(v) شادی بیاہ میں غیر شرعی رسومات سے کیسے اجتناب کیا جا سکتا ہے؟

سوال نمبر 3: تفصیلی جواب دیں۔

- قرآن وسنت کی روشنی میں نکاح اور اس کے احکام ومسائل پر تفصیلی مضمون قلم بند کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ واساتذہ کرام

- موجودہ دور میں طلاق/خلع کی شرح میں اضافے کی وجوہات اور اس میں کمی لانے کی تجاویز پر ایک مضمون تحریر کریں۔
- شادی بیاہ کی تقریبات میں غیر اسلامی رسومات کے خاتمے کے لیے مذاکرے کا اہتمام کیا جائے۔
- معاشرے میں رائج ظلم پر مبنی رسوم ورواج مثلاً ونی، سوارہ، قتل غیرت وغیرہ کے خلاف کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں؟ اس موضوع پر گفت گو کا اہتمام کرائیں۔

Web version of PECTAA textbook
Not for sale